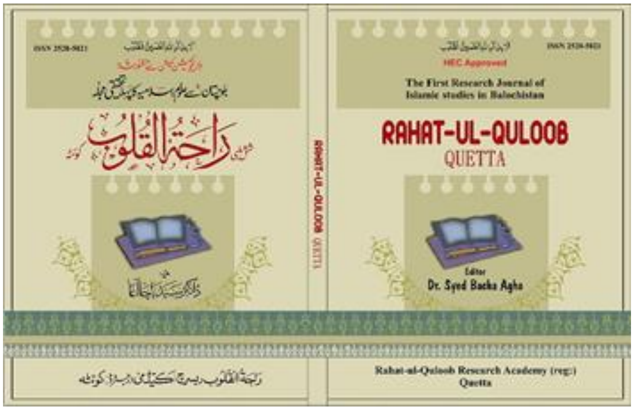

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

الحاد: لسانی، الہیاتی اور تاریخی تجزیہ—معاصر رجحانات اور چیلنجز کے تناظر میں

Atheism: A Linguistic, Theological, and Historical Analysis with Reference to Contemporary Trends and Challenges

AUTHOR

1. Sagheer Ahmed, PhD Scholar, Department of Comparative Religion and Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro, Pakistan.
   Email: saghirahmedjanjua@gmail.com
2. Dr. Mukhtiar A. Kandhro, Assistant Professor, Department of Comparative Religion and Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro, Pakistan.
   Email: mukhtiar.kandhro@usindh.edu.pk

How to Cite: Sagheer Ahmed, & Dr. Mukhtiar Ahmed Kandhro. (2026). URDU: الحاد:لسانی، الہیاتی اور تاریخی تجزیہ—معاصر رجحانات اور چیلنجز کے تناظر میں: Atheism: A Linguistic, Theological, and Historical Analysis with Reference to Contemporary Trends and Challenges. *Rahat-Ul-Quloob, 10*(1), 29-40. Retrieved from https://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/529

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/529

Vol. 10, No.1 || Jan–June 2026 || URDU-Page. 29-40

Published online: 07-02-2026

الحاد: لسانی، الہیاتی اور تاریخی تجزیہ—معاصر رجحانات اور چیلنجز کے تناظر میں

Atheism: A Linguistic, Theological, and Historical Analysis with Reference to Contemporary Trends and Challenges

[1]صغیر احمد [2]مختیار احمد کندھرو

ABSTRACT

This paper offers a comprehensive analysis of atheism (Ilhad) through linguistic, exegetical, and philosophical perspectives. It examines the semantic roots of the term in Arabic and its multifaceted usage in the Qur'an and classical Islamic scholarship. The study critically compares Islamic and Western conceptualizations, highlighting that while Western thought confines atheism to the denial of God, Islamic discourse extends it to encompass deviation from revealed truth. Furthermore, it categorizes atheism into denial-based and affirmational types, with key subcategories including positive, agnostic, and naturalistic atheism. By tracing its historical evolution from antiquity to postmodernity, the paper identifies major contemporary drivers - such as secularism, materialism, and digital media - and proposes intellectually grounded strategies for addressing its growing influence.

Keywords: Atheism, Islamic Theology, Qur'anic Exegesis, Secularism, Naturalism, Agnosticism, Modernity, Postmodernism, Materialism, Religious Thought, Contemporary Challenges.

تمہید:

لفظ "الحاد" کے حروف اصلی اور مادہ "ل، ح، د" ہیں۔ اس مادہ سے بننے والے ابتدائی لفظ دو ہیں: (1) لحد (2) الحاد۔ لفظ "لحد" لغوی طور پر میانہ روی سے ہٹنے اور منحرف ہونے کے معنی میں مستعمل ہے[1]۔ اور اگر اس کا صلہ "الیہ" ہو تو معنی "کسی کی طرف مائل ہونا" بن جاتا ہے۔ اور اگر صلہ "فی الدین" ہو تو یہ لفظ "مذہب پر طعن کرنا، مذہب کی برائی کرنا، اور مذہب سے بیزار ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[2] اسی طرح اگر صلہ "المیت" ہو تو یہ مادہ مردہ کو لحد میں رکھنے اور دفن کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لغت کی معروف کتاب "لسان العرب" کے مطابق قبر میں میت رکھنے کی جگہ کو بھی "لحد" کہتے ہیں۔ چنانچہ صاحب لسان العرب رقمطراز ہیں: "لحد: الشق الذی یکون فی جانب القبر موضع المیت"[3] اسی معنی کی مناسبت سے قبر کی ایک قسم کو "لحدی قبر" کہا جاتا ہے۔

جب کہ "الحاد" کا لغوی معنی القاموس الوحید کے مطابق بصلہ "فلان" حق سے منحرف ہو کر اس میں بے بنیاد باتیں داخل کرنا اور ملحد ہونا ہے۔[4]

الحاد کا لفظ قرآن کریم میں اپنے مادہ کے اعتبار سے متعدد مقامات پر متنوع معانی میں استعمال ہوا ہے، تنویر المقباس لابن عباس رضی اللہ عنہما میں الحاد کا معنی "تکذیب، جحود اور اللہ کریم کے اسماء کو بتوں (لات، منات اور عزی) کے ساتھ تشبیہ دینا منقول ہے[5]۔ جب کہ "تفسیر

القرآن العظیم" میں قتادہؒ سے الحاد کا معنی شرک کرنا نقل کیا گیا ہے[6]، اور "تفسیر احسن البیان میں درج ہے کہ لفظ "الحاد" کو کفر و شرک سے لے کر ہر قسم کے گناہ کے لیے عام بتلایا گیا ہے،[7] تفسیر معارف القرآن میں درج ہے کہ " قرآن کریم میں لفظ الحاد قرآن کریم کے صحیح معانی کو چھوڑ کر ادھر ادھر کی تاویل و تحریف کرنے کے معنی میں بولا جاتا ہے"[8]۔

الحاد کی تعریف

لفظ "الحاد" کی اصطلاح میں تنوع کے باعث اسے سمجھنے کے لیے سیاق و سباق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔"لماذا انا ملحد" کتاب کے مصنف ایک مصری ملحد اسماعیل احمد ادھم نے "الحاد" کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"والتعريف الذى استصوبه وأراه يعبر عن عقيدتى كملحد هو: الإلحاد هو الإيمان بأن سبب الكون يتضمنه الكون ذاتي وإن ثمة لا شيء وراء هذا العالم"[9]

اور وہ تعریف جسے میں درست سمجھتا ہوں اور جس کے ذریعے اپنے عقیدے کی تعبیر کرنا راجح سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ "الحاد اس بات پر یقین کو کہتے ہیں کہ کائنات کا سبب خود کائنات ہے اور اس عالم کے علاوہ کسی بھی چیز کا وجود نہیں ہے۔

المعجم الفلسفی میں "الحاد" کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

"الإلحاد مذهب من ينكرون الألوهية والملحد غير مؤله وهذا معنى شائع في تاريخ الفكر الإنساني"

"الحاد خدائیت کا انکار کرنیوالوں کا مذہب ہے اور وہ شخص جو کسی بھی خدا، پروردگار کا قائل نہ ہو اسے ملحد کہتے ہیں اور یہی معنی فکر انسانی کی تاریخ میں مستعمل ہے"[10]

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے مطبوعہ "جولین بگینی کی کتاب میں "الحاد" کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

"A person who believes there is no GOD or GODS[11]"

"ملحد وہ شخص ہوتا ہے جو ایک یا کئی خدا کے موجود نہ ہونے کا یقین رکھتا ہو"۔

ہالینڈ کی لیڈن یونیورسٹی کے پروفیسر پاول کلیٹیور (Paul Cliteur) کی تحقیق کے مطابق الحاد کی تعریف درج ذیل ہے:

“The mist fruitful definition of Atheism is a negative one: an atheist does not believe in the god that theism favors."[12]

"الحاد کی سب سے زیادہ جاندار اور مؤثر تعریف یہ ہے کہ: ایک ملحد اس خدا کا قائل نہیں جس کا تصور کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کی جانب سے پیش کیا جاتا ہے۔"

خلاصہ یہ کہ کہ اہل مغرب کی اصطلاح میں "الحاد" (Atheism) کا معنی محض خدا کا انکار کرنا ہے جب کہ اہل اسلام کے ادب میں اس معنی کے ساتھ ساتھ دین حنیف و دین حق سے کج روی اختیار کر لینا، دین میں ٹیڑھ پن اختیار کرنا، سیدھے راستے سے ہٹ کر باطل راستوں کو اختیار کرنا بھی الحاد کہلاتا ہے۔

الحاد کی اقسام

مختلف مفکرین نے الحاد اور ملحدین کی متعدد اقسام گنوائی ہیں جن میں مفہوم تو ایک سا ہے، لیکن ناموں کا بہت فرق ہے۔ الحاد کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کرتے ہوئے ذیلی اقسام درج ذیل ہیں ہے:

(1)انکاری الحاد(Atheistic Atheism)

(2)اثباتی الحاد(Theistic Atheism)

انکاری الحاد(Atheistic Atheism)

انکاری الحاد سے مراد ایسا الحاد ہے جس میں خدا کا انکار کیا جائے۔ یہی اصل لادینیت، دہریت، الحاد اور Atheism ہے۔ دور حاضر میں عموماً جب لفظ "الحاد" بولا جاتا ہے تو اس سے انکاری الحاد ہی مراد ہوتا ہے۔ انکاری الحاد کی تین ذیلی اقسام ہیں۔

(1)علمیاتی الحاد / مثبت الحاد Positive Atheism

(2)تشکیکی الحاد / لاادریہ Agnostic Atheism

(3)فطرتی الحاد Naturalistic Atheism

(1)علمیاتی الحاد سے مراد ایسا انکاری الحاد ہے جس میں ملحد کامل یقین کے ساتھ خدا کی عدم موجودگی کا دعوی کرے[13]۔ الحاد کی یہ قسم گناسٹک الحاد Gnostic Atheism یا Gnosticism بھی کہلاتی ہے۔ دور حاضر میں الحاد کی اس قسم کا سب سے بڑا علمبردار اور مبلغ "رچرڈ ڈاکنز" ہے۔

(2) تشکیکی الحاد سے مراد ایسا انکاری الحاد ہے جس میں ملحد کامل یقین کے بجائے محض گمان غالب یا غالب رجحان کی بنیاد پر خدا کی عدم موجودگی کا دعوی کرے۔ Agnosticism کی اصطلاح سب سے پہلے وکٹورین دور کے مفکر تھامس ہکسلے نے وضع کی تھی۔ یونانی زبان کے لفظ "A" کا مطلب اور مفہوم "نہیں" اور "gnosis" کا معنی و مفہوم "علم" ہے۔ ان دونوں کو ملا کر ہکسلے نے اصطلاح "Agnostic" بنائی تھی۔ جس کا اصطلاحی مفہوم ہے "خدا کے ہونے یا نہ ہونے کا حتمی علم نہ ہونا"۔ لہٰذا "Agnostic" سے مراد وہ شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ خدا موجود ہے یا موجود نہیں ہے۔ ایسے نظریات کا حامل شخص اردو میں "لاادریہ" کہلاتا ہے۔ دور جدید کے مشکک ملحدین میں ڈیوڈ ہیوم اور برٹرینڈ رسل کے نام سر فہرست ہیں۔ معروف معنوں میں "Agnostic" وہ ہوتا ہے جو خدا کا انکار کرے نہ اقرار، جب کہ ملحد وہ ہے جو خدا کا انکار کر دے۔ مشکک الحاد، خالص Agnosticism سے ان معنوں میں مختلف ہے کہ "Agnosticism" تو محض ایک نظریہ علم ہے، جب کہ Agnostic Atheism میں اس نظریہ علم کی بنیاد پر خدا کا انکار کرنا بھی شامل ہے[14]۔

(3) فطرتی الحاد سے مراد ایسا انکاری الحاد ہے جس میں ملحد نیچرل لاز، سائنس اور سائنٹفک میتھڈ کی بنیاد پر خدا کا انکار کرے۔ فطرتیت بھی Agnosticism کی طرح اصلا الحاد نہیں ہے۔ یہ الحاد تب بنتی ہے جب اس کی بنیاد پر خدا کی نفی کر دی جائے۔ سائنسی نیچرل ازم میں مابعد الطبیعیات کا نہ تو اقرار کیا جاتا ہے نہ اسے رد کیا جاتا ہے، بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ مابعد الطبیعیات، طبیعیات کے دائرہ کار سے ماوراء ہے، لہٰذا ہم ما بعد الطبیعیات کو مابعد الطبیعیات کے علما کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ جس طرح سائنس خدا کا نہ انکار کرتی ہے نہ اقرار، اسی طرح سائنسی نیچرل ازم

بھی خدا کے وجود و عدم وجود پر سکوت اختیار کرتا ہے۔ عموماً فطرت پسند مفکرین کائنات کی توجیہ فطرت کے قوانین سے کرتے ہیں، لیکن وہ خدا کا انکار نہیں کرتے کیونکہ یہ ان کے دائرہ کار سے باہر کا مسئلہ ہے۔ لیکن بعض شدت پسند نیچری جب اپنے دائرہ کار سے باہر نکلتے ہیں تو نا صرف خدا کی نفی کرتے ہیں بلکہ اس پر تنقید بھی کر دیا کرتے ہیں۔ دور حاضر میں نیچرل ازم کے ساتھ خدا کے انکار کو ملزوم سمجھ لیا گیا ہے اور نیچرل ازم کی تعریف میں خدا کی نفی کو بھی شامل کر لیا گیا ہے لیکن در حقیقت فطرت پرستی Naturalism اور Atheism الحاد دو الگ الگ پوزیشنز ہی ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں نیچرل ازم کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

Naturalism, in philosophy, a theory that relates scientific method to philosophy by affirming that all beings and events in the universe (whatever their inherent character may be) are natural. Consequently, all knowledge of the universe falls within the pale of scientific investigation.[15]

اثباتی الحاد / الہیاتی الحاد (Theistic Atheism)

اثباتی الحاد کو الہیاتی الحاد بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ انکاری الحاد کا الٹ ہے۔ اثباتی الحاد ایسا الحاد ہے جس میں خدا کا اقرار کرتے ہوئے مذہب کا انکار کیا جاتا ہے۔ اسی الحاد کی ایک نوع "ڈی ازم" ہے۔ ڈی ازم ایک ایسا الحاد ہے جس میں خدا کے وجود کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق اور مالک ہے، جس نے عالم ہستی کو وجود بخشا ہے لیکن اس کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے لیے وحی، خارجی ہدایت اور مذاہب عالم کی تعلیمات کو یکسر مسترد کر دیا جاتا ہے۔ مغربی مفکرین نے اقرار خدا اور انکار مذہب کے نام پر متعدد ادیان متعارف کروائے ہیں، جن میں اصل فرق صرف اور صرف نام کا ہے، ان کی روح ایک ہی ہے۔ مثلاً نیچرل ریلیجن، ریشنل ریلیجن، سول ریلیجن، ڈی ازم وغیرہ

الحاد کی تاریخ

جدید مغربی مفکرین اپنی فکری و نظریاتی تاریخ کا سرا مادہ پرست فلسفیوں اور قدیم یونانی فلسفیوں سے جوڑتے ہیں، جس میں مختلف فلاسفہ سے متعلق اپنے فلسفی نظریات کی بنیاد پر فی الجملہ انکار خدا منقول ہے۔ مغربی فکر کی تاریخ کو بنیادی طور پر تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے:

دور قدیم Ancient Ages (زمانہ قبل از تاریخ تا پانچویں صدی عیسوی)

عہد قدیم کے پانچ (عہد یونان قدیم، عہد ما قبل سقراط، کلاسیکی عہد، ہیلینیاتی عہد، رومی عہد) ذیلی ادوار ہیں،[16] جو کہ 3000 ق م سے پانچویں صدی عیسوی تک کے زمانے پر مشتمل ہیں۔ اس عہد میں الحادی تاریخ کا خلاصہ یہ ہے کہ بعثت سیدنا عیسی علیہ السلام سے قبل کے یونانی فلاسفہ میں سے کسی بھی قابل ذکر فلسفی کی جانب سے رب کریم کے وجود کا واضح اور برملا انکار ثابت نہیں، البتہ رائج الوقت مذہبی بیانیے اور معروف عقائد سے مختلف نظریات کا علمبردار ہونے کے سبب کچھ فلاسفہ کو باضابطہ "ملحد" کہا گیا، اسی طرح مؤرخین کے مطابق رومی عہد میں بھی الحاد کے واضح نقش نہیں پائے جاتے، زیادہ سے زیادہ مذہب بیزاری اور تشکیک کا رجحان دیکھا گیا ہے [17]۔ سرکاری مذہب پر تنقید یا تردید کے سبب ابتداء یہود و نصاری کو الحاد کے الزامات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی عہد میں رومی شہنشاہ "قسطنطین" نے عیسائی مذہب اختیار کیا، جس کے بعد رفتہ رفتہ عیسائیت کو رومی سلطنت کے سرکاری مذہب کی حیثیت مل گئی۔

قرون وسطیٰ Medieval Ages (پانچویں صدی تا سولہویں صدی)

یہ زمانہ تھیوکریسی (کلیساو چرچ کی حکمرانی کا دور) کا زمانہ تھا۔ رفتہ رفتہ یہ مذہبی رہنما اپنے مسلک اور عقیدے میں شدت اختیار کرتے گئے۔ 1215ء میں ہر عیسائی پر سال میں ایک بار پادری کے سامنے حاضر ہو کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا لازم قرار دیا گیا اور مغفرت نامے بھی بانٹے جانے لگے۔ انیسویں صدی کے بعض محققین کے مطابق اس ادارے نے مذہبی اغراض کے تحفظ کے نام پر 1481ء تا 1808ء کے دوران تین لاکھ چالیس ہزار عیسائی لوگوں کو مختلف سزائیں دیں، جن میں سے بتیس ہزار لوگوں کو تو زندہ جلایا گیا۔ صدیوں کے انحطاط (Degeneration) کے عمل سے ان میں بہت سے فرقے بھی پیدا ہو گئے اور ان میں اخلاقی کمزوریاں بھی پیدا ہو گئیں۔ مذہبی انتہا پسندی و شدت پسندی اس حد تک پہنچ گئی کہ مرکزی چرچ کے معمولی حکم سے بھی اختلاف کرنے والا مرتد قرار دے کر قتل کر دیا جاتا۔ جدید علوم و فنون کے تعلیم و تعلم پر پابندی عائد کر دی گئی۔

تھیوکریسی کے مجموعی رویے کے خلاف اصلاح مذہب کے نام پر سولہویں صدی عیسوی میں چند تحاریک رونما ہوئیں، ان متعدد اصلاحی تحریکوں کے نتیجے میں کئی مذہبی فرقے وجود میں آ گئے، ان ہی میں سے مارٹن لوتھر کا مذہبی فرقہ پروٹسٹنٹ ازم ہے۔ یہ عیسائیت کا دوسرا بڑا فرقہ ہے۔ اس فرقے کے عقائد کی بنیاد اس بات پر ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان پوپ یا پادری کی کوئی وقعت نہیں، ہر انسان بائبل کا خود مطالعہ کرنے، خود اس بائبل کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے۔ بعد ازاں عیسائیت کے ان دونوں بڑے فرقوں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ازم کے درمیان کم و بیش تیس سال تک جنگ و جدل جاری رہا، جس کے نتیجے میں تقریباً اسی لاکھ انسانی جانوں کا ضیاع ہوا۔ بقول مؤرخین "پروٹسٹنٹ ازم نے مغربی الحاد کی راہ ہموار کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا، کیونکہ مذہبی عیسائیوں کے بالآخر ملحد ہو جانے کا اولین جواز اسی تحریک نے تراشا۔[18]

سائنسدانوں اور فلسفیوں کی بیشتر تحقیقات چرچ میں رائج افکار و نظریات سے متصادم ہونے کے سبب ارتدادی اور الحادی سرگرمیاں قرار پائیں۔ نتیجتاً کلیسائی احتسابی ادارے کے ذریعے ان سائنسدانوں کو سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا۔[19] آزادی فکر کے علمبرداروں اور کلیسا کے درمیان شروع ہونے والی اس لڑائی نے مسیحی مذہب اور آزاد خیالی کے درمیان جنگ کی صورت اختیار کر لی۔ حتیٰ کہ نفس مذہب خواہ وہ کوئی بھی مذہب ہو حریت فکر کی اس تحریک کا مدمقابل قرار پایا۔ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہونے کے باوصف جدید ذہن آج بھی اسلام سمیت دیگر تمام ادیان کو عیسائیت ہی کے پردے میں دیکھ رہا ہے اور انہیں بھی سائنسی تحقیقات پر پہرے بٹھانے والے اور باطل ادیان سمجھ رہا ہے۔[20]

الحاد کا دور جدید Modern Age

سترہویں صدی سے تاحال کے عہد کو "عہد جدید" کہا جاتا ہے۔ یہ عہد بھی چار ادوار (عہد عقل پرستی، عہد تنویر، عہد جدیدیت اور عہد مابعد جدیدیت) پر مشتمل ہے۔ سترہویں صدی کے وسط سے شروع ہو کر اٹھارہویں صدی کے وسط تک کا زمانہ "عہد عقل پرستی کہلاتا ہے۔ عقل پرستی سے مراد یہ نظریہ و تصور ہے کہ "عقل انسانی وحی کے بغیر ہی تمام مذہبی صداقتوں کے حصول کے لیے واحد رہنما ہے"۔

یورپی عقلیت پرستی دو تحریکوں، عقل پرستی اور تجربیت پرستی سے عبارت ہے۔ عقل پرستوں کے بقول علم کا ماخذ "عقل" یا "وہبی تصورات" ہیں، اور تجربیت پرستوں کے بقول علم کا ماخذ "تجربہ" ہے۔ مختصر یہ کہ تجربیت پرستی کے مطابق لفظ "علم" کا اطلاق صرف انہی معلومات پر ہوتا ہے جو طبیعیات سے متعلق ہو، اور مابعد الطبیعیاتی یا مذہبی علوم لفظ "علم" کی حدود سے خارج ہیں۔ عقل پرست اور تجربہ پرست دونوں ہی تمام آفاقی مذاہب کے برعکس "عقل" کو وحی پر حاکم مانتے ہیں۔

اس دور کے اہم فلاسفہ فرانسیسی فلسفی اور ریاضی دان ڈیکارٹ، انگلستان کے سائنس دان نیوٹن اور تھامس ہوبز ہیں۔ رینے ڈیکارٹ کو مغربی عقل پرستی اور تشکیکی فلسفے کا بانی اور نیوٹن کو قانون کشش ثقل کا موجد قرار دیا جاتا ہے۔ جب کہ تھامس ہوبز کو پہلا جدید مغربی اعلانیہ سیکولر مفکر بتایا جاتا ہے، جو مادیت پرست، برطانوی سیاسی فلسفی تھا۔ یہ خدا اور مذہب کو انسان کے اجتماعی اور باہمی معاملات سے جدا کر کے اپنے سیاسی فلسفے کی بنیاد انکار وحی اور عقلیت پرستی پر رکھتا تھا۔ ہوبز اجتماعی زندگی کے ایسے نظام کا علمبردار تھا جس میں خدا اور مذہب کا صریح انکار کئے بغیر انسانوں کے اجتماعی مسائل اور معاملات سے خدا اور مذہب کو لاتعلق قرار دے دیا جائے۔ ہوبز خدا اور مذہب کا صریح انکار تو نہیں کرتا ، البتہ انہیں انسانی معاملات سے لاتعلق قرار دے کر حاکمیت اعلیٰ خدا کے بجائے انسان کو تفویض کرتے ہوئے ریاست و مذہب کو اس نئے مقتدر اعلیٰ یعنی انسان اور انسانوں کے اداروں کے ماتحت قرار دیتا ہے۔ سیکولر مفکرین اور ہوبز اجتماعی اخلاقیات کا ماخذ ریاست اور انسان کو قرار دیتے ہیں، جب کہ مذہب اجتماعی اخلاقیات کا ماخذ اور منبع "کتب مقدسہ، وحی اور نبی کی ذات" کو قرار دیتا ہے۔ معاشرے میں سیکولرازم کے اس نظریے کا فروغ در حقیقت مذہب و اہل مذہب کی بہت بڑی شکست اور الحاد و ملحدین کی بہت بڑی فتح تھی۔ اس کا فوری اثر اہل مغرب پر یہ ہوا کہ اہل مغرب نے اپنے سیاسی، عمرانی اور معاشی نظاموں سے مذہب اور مذہبی تعلیمات کو نکال باہر کیا، اور ترقی کے لیے مذہب سے کنارہ کشی کو لازم سمجھا جانے لگا، اور سیاسی، عمرانی اور معاشی نظاموں کو خالصتاً ملحدانہ بنیادوں پر استوار کرتے ہوئے مذہب کو چرچ تک محدود کر دیا اور تمام قوانین جمہوری بنیادوں پر بنائے جانے لگے۔ اسلامی تعلیمات ہی کی طرح عیسائیت میں بھی فری سیکس گناہ ممنوع اور حرام ہے، لیکن ملحدانہ نظریات کے زیر اثر جمہوری اصولوں کے مطابق اکثریت کی خواہش پر اسے جائز قرار دیا گیا، صرف یہی نہیں بلکہ ہم جنس پرستی کو بھی قانونی طور پر جائز قرا دیتے ہوئے ایک ہی جنس میں شادی کو بھی قانونی ٹھہرا لیا گیا۔ سود اور سودی لین دین ہمیشہ سے آسمانی مذاہب میں ممنوع ہی رہا ہے، لیکن معیشت کا پورا نظام سود پر قائم کیا گیا۔ سیکولرازم کے زیر اثر الحاد اہل مغرب کے نظام حیات میں غالب قوت بن گیا۔

اٹھارہویں صدی کو روشن خیالی کی صدی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ فرانس اور برطانیہ میں اعلانیہ الحاد کی ابتداء اسی صدی میں ہوئی جو براہ راست تحریک تنویر اور روشن خیالی کی فکر کا نتیجہ تھی۔ تحریک روشن خیالی سے مراد اٹھارہویں صدی کی مغربی فکر ہے جب کہ روشن خیالی بذات خود کوئی تحریک نہیں بلکہ ایک ذہنی کیفیت کا نام ہے۔

تنویری فکر کا انحصار دو امور "عقل کی بالادستی پر اصرار" اور "سائنسی طریقہ کار اور کائنات کی مادی تشریح پر اصرار" پر ہے۔ تنویری مفکرین نے مذہب اور ریاست کے علیحدہ تشخص پر بھی پرزور مضامین لکھتے ہوئے مشترکہ طور پر سیاسیات کی بنیاد خدا یا مذہب کے بجائے شہریوں کی پسند اور ناپسند پر کو قرار دیا، جس کے نتیجے میں سیکولرازم کتابوں سے نکل کر ایوانوں میں آ پہنچا۔

عہد جدیدیت

سادہ لفظوں میں جدیدیتModernism انیسویں صدی تا بیسویں صدی کے نصف اول کی اس مغربی فکر کا نام ہے کہ سیکولر ازم، لبرل ازم، فیمینیزم (تحریک نسواں)، کیپٹل ازم (سرمایہ دارانہ نظام)، مارکس ازم، اور غرض بیشتر مغربی "ازم" جس کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ جدیدیت خدا، انسان اور کائنات کے بارے میں مغربی انسان کے تصورات اور ایمانیات کے نا صرف بدل جانے بلکہ مسخ ہو جانے اور ان نئے مسخ شدہ تصورات کے بطور نظریات حق قبول کر لینے کا نام ہے۔ جدیدیت ایسی فکر کا نام ہے جس میں خدا کا اگر بر ملا انکار نہیں کیا جاتا تو کم از کم اسے اپنے گھر، دفتر اور معاشرے سے باہر ضرور نکال دیا ہے۔ جدیدیت ایسی فکر ہے کہ مطلق آزادی، مطلق ترقی اور مطلق مساوات جس کے اساسی اور بنیادی تصورات ہیں۔ غرض جدیدیت ایک حد فاصل ہے، جو جدید سائنسی، جمہوری، غیر مذہبی، قائم بالذات ہیومن بینگ کو قدیم روحانی انسان سے الگ کرتی ہے۔

عہد مابعد جدیدیت

عہد مابعد جدیدیت سے مراد نصف بیسویں صدی سے تاحال کا دورانیہ ہے۔ مابعد جدیدیت کا فلسفہ "جدیدیت" کے رد عمل کے طور پر وجود میں آیا۔ جدیدیت انسان کے کبر و خود پسندی، جب کہ مابعد جدیدیت اس پر ڈھٹائی کا اظہار ہے۔ مابعد جدیدیت کی تعریف فلسفی لیوٹارڈ کے الفاظ میں یہ ہے کہ "مابعد جدیدیت عظیم بیانات پر عدم یقین" ہے۔ مابعد جدیدیت کے علمبر داروں اور نام لیواؤں کے نزدیک اس دنیا میں اصول و نظریات، روایات، اقدار، افکار آدرشوں اور سچائی و حقیقت نام کی کوئی چیز سرے سے موجود ہی نہیں ہے، اور نہ ہی دنیا میں آفاقی سچائی اور حقیقت مطلقہ نام کی کسی شی کا کوئی وجود ہے، یہ سب چیزیں محض اضافی ہیں، اور اضافی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سچائی، حقیقت اور حق و خیر کا تعلق محض انفرادی اور ذاتی پسند و ناپسند کے ساتھ ہے۔ ہر شخص کی سچائی، ہر شخص کا خیر اور ہر شخص کا حق الگ الگ ہے۔ اس لیے آفاقی سچائی کا تصور ایک دعوی اور دیومالائی داستان سے زائد کچھ نہیں ہے۔ مابعد جدیدیت کے فلسفے کا نتیجہ یہ بر آمد ہوا کہ دور حاضر کے انسان کی دلچسپی محض اپنے احساسات، جذبات اور عملی مسائل کے ساتھ محدود ہو کر رہ گئی ہے، اس کے نزدیک زندگی کی تمام بحثیں مسئلہ اور حل کا نام ہیں۔ افکار، نظریات اور آیئڈیالوجی کے مباحث محض نظری ہیں اور ان مباحث کا انسان کی عملی زندگی کی تشکیل اور انسانی حیات کے مسائل کے حل میں بالکل بھی کوئی کردار نہیں ہے۔ آج کے انسان کے نزدیک اصول، نظریات و اقدار، روایات و افکار ماضی کی باتیں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض مفکرین نے عصر حاضر کو "عدم نظریہ کا عہد" کہا ہے۔ جب کہ مذہب (خواہ جو بھی ہو) کی بنیاد ہی مخصوص نظریات، خاص افکار، متعین آدرشوں اور محدود خیالات و تصورات پر ہوتی ہے۔

الحادی رجحانات کے فروغ کے اسباب

سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز پر ایسے نوجوانوں کی موجودگی میں بتدریج اضافہ سامنے آرہا ہے جو یقین سے شک کی طرف اور بعد از آں تشکیک، کلی طور پر انکار خداوندی کا بر ملا اعلان کرتے پائے جاتے ہیں۔ ذیل میں ان اسباب کا جائزہ درج ہے جو الحادی رجحانات میں اضافے کا باعث بن رہے ہیں:

ا: تحریف شدہ متشدد عیسائی تعلیمات

الحاد کی تاریخ میں درج کیا جا چکا کہ عیسائی چرچ نے تجرباتی علم اور سائنسی ایجادات کو مذہب مخالف قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف محاذ کھڑا کیا اور ترقی پسندوں کو مختلف سزائیں بھی دیں، جس سے مذہب اور سائنسی ترقی کے درمیان تضاد کا تاثر پیدا ہوا اور یہی تاثر الحاد کے فروغ کا بھی ایک سبب ہے۔

۲: موجودہ سرمایہ دارانہ نظام معیشت

میں موجود عالمی سرمایہ دارانہ نظام نے اخلاق حسنہ اور انسانیت کی جگہ مادیت، حرص و طمع اور مفاد پرستی کو فروغ دیا، جس کے راستے میں مذہبی تعلیمات اور پابندیاں رکاوٹ ہیں، نتیجتاً عالمی سرمایہ دارانہ نظام اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے الحادی نظریات کو مختلف انداز اور طریقوں سے فروغ دینے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

۳: سوشل میڈیا

الحاد کی تاریخ تو طویل ہے، لیکن گذشتہ ادوار میں الحاد کتابوں تک محدود تھا، جب کہ عصر حاضر میں الیکٹرانک میڈیا پر ملاحدہ کی جانب سے ملحدانہ نظریات شد و مد کے ساتھ پیش کرتے ہوئے اولاً تشکیک کی راہ ہموار کی جاتی ہے، جو بعد ازاں الحاد اور کلی انکار پر منتج ہوتے ہیں۔

نظام تعلیم کی کمزوری کے باعث نوجوان نسل کا مذہبی مطالعہ کمزور ہوتا ہے تو عموماً ان کے اذہان سوشل میڈیا پر متحرک ملاحدہ کا آسان شکار بن جاتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر اسلامی شناخت کے حامل افراد جو اپنا ماضی اسلام کے ساتھ وابستہ بتاتے ہوئے یہ دعوی کرتے ہیں کہ بعد از تحقیق وہ ان ملاحدہ افکار کے قائل ہوئے ہیں تو وہ نوجوان نسل کے اذہان پر زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔

۴: مغربی تہذیب سے مرعوبیت اور مادیت پرستی

ترقی پذیر ممالک کے نوجوان مغربی ممالک کی مادی ترقی سے اس قدر متاثر ہو جاتے ہیں کہ بلا سود و زیاں تمام مغربی افکار کی نقل ہی کو کامیابی کی کنجی سمجھ بیٹھتے ہیں، اور یہ روش مذہب کی وابستگی کو بھی کمزور کرنے کا باعث بنتی ہے، جس کا نتیجہ الحادی رجحانات کی صورت میں نکلتا ہے۔ بقول حافظ محمد شارق "مادیت پرستی نے نوجوانوں کے ذہن میں خدا کے وجود کے بارے میں شک پیدا کر دیا ہے۔ [21]"

۵: نفسانی خواہشات کی اسیری

نفسانی خواہشات ہی کو معبود بنا لینا بھی الحاد کے فروغ کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے۔ نفسانی خواہشات کا اسیر شخص بے لگام ہو جاتا ہے، جب کہ مذہب مختلف تعلیمات کے ذریعے اس نام نہاد آزادی اور بے لگامی پر قدغن لگاتا ہے۔ جب کہ ایسا شخص تمام قواعد وضوابط سے فرار چاہتا ہے، نتیجتاً الحاد ہی اسے جائے پناہ معلوم ہوتا ہے۔ یہی مفہوم قرآن مجید میں یوں مذکور ہے:

"اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنۡ یَّهۡدِیۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ" [22]

ترجمہ: پھر کیا تم نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی نفسانی خواہش کو بنالیا ہے، اور علم کے باوجود اللہ نے اسے گمراہی میں ڈال دیا ، اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی، اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا؟ اب اللہ کے بعد کون ہے جو اسے راستے پر لائے؟ کیا پھر بھی تم لوگ سبق نہیں لیتے؟

۶: فرسودہ نظام تعلیم

بد قسمتی سے موجودہ نظام تعلیم جدید چیلنجز کا مقابلہ کرنے سے یکسر قاصر ہے، اس طبقاتی نظام میں مذہبی تعلیمی ادارے مذہب کو فلسفے اور جدید سائنسی بنیادوں پر سکھانے کا اہتمام نہیں کرتے جب کہ عصری تعلیمی اداروں پر جدیدیت اتنی غالب ہے کہ مذہب اور مذہبی تعلیمات عملا اجنبیت کی تصویر پیش کرتی ہیں، نتیجتا اہل مدارس میں جدید چیلنجز کا جدید انداز میں مقابلہ کرنے کی صلاحیت ناپید نظر آتی ہے، جس کا فائدہ جدید انداز میں الحاد کو فروغ دینے والی قوتیں اٹھاتی ہیں، جب کہ عصری اداروں کے طلباء بنیادی مذہبی تعلیمات سے ہی محروم ہونے کے سبب ملاحدہ کے لیے تر نوالا ثابت ہو رہے ہیں۔

۷: مسٹر وملا کی تفریق

عصری تعلیمی اداروں سے سند یافتہ نوجوان عموما مغرب کے کلچر میں ایسے ڈھل جاتے ہیں کہ ان کا تعلق مذہبی اداروں کے فضلاء سے عملا ختم ہو جاتا ہے اور وہ مذہبی اداروں کے فضلاء کو غیر تعلیم یافتہ سمجھتے ہوئے مذہب سے متعلق پیدا ہونے والے سوالات کا جواب ان سے لینے کی سعی ہی نہیں کرتے۔ دوسری جانب مذہبی اداروں کے فضلاء ان حضرات کو انگریز زدہ سمجھتے ہیں تو اگر کوئی سوال اٹھانے کی جرات بھی کرے تو بسا اوقات اسے توہین مذہب یا تحقیر مذہب کا تاثر دیا جاتا ہے۔ فریقین کا یہ طرز عمل "تشفی کے لیے رجوع کرنے میں عار محسوس کرنا یا سائل کے سوال اور شک کو مہذب و مدلل انداز میں دور کرنے کے بجائے اسے تحقیر یا توہین کا نام دینا" بھی الحاد کے فروغ کا ایک اہم سبب ہے۔

۸: نفسیاتی و معاشرتی عوامل

مختلف وجوہات کی بنا پر مذہبی طبقات سے بد ظن ہونا اور ذاتی، خاندانی اور مالی مسائل بھی عموما انسان کو مذہب بیزار بنا دیتے ہیں۔

۹: فلم انڈسٹری

دور جدید میں انسانی شخصیت پر اثر انداز ہونے میں فلم بینی بھی اہم کردار ادا کرتی ہے، فلم پروڈیوسرز نے بہت سی فلمیں الحاد پر بھی بنائی ہیں مثلا: inherit the wind, The fare side of the word ایسی موویز کا مغربی ممالک میں دیکھا جانا تو عام سی بات ہے، البتہ پاکستان میں بھی انگریزی زبان اور لٹریچر میں دلچسپی رکھنے والے طلبہ و اساتذہ بطور نصاب انہیں بغور دیکھتے ہیں، جو کہ تشکیک میں مبتلا ہو کر الحاد کی طرف راغب ہونے کا ایک اہم سبب ہے۔

الحاد کے فروغ کے سد باب کے لیے تجاویز

الحاد دور حاضر کا ایک اہم فکری چیلنج ہے، جس سے نبرد آزما ہونے کے لیے درج ذیل تجاویز مددگار ثابت ہو سکتی ہیں:

(1) تمام تعلیمی اداروں میں ایسا مذہبی نصاب مرتب کر کے نافذ کیا جائے جو مذہبی عقائد کو جدید سائنسی اور عقلی بنیادوں پر سمجھنے میں معین و مددگار ہو۔

(2) پیغام رسانی کے ذرائع کا موثر استعمال کا مؤثر استعمال کرتے ہوئے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر مضبوط اور مستند علمی بنیادوں کے حامل اور غیر متنازع اسکالرز اور علما کو یکجا کرتے ہوئے ایسے پروگرامز اور مباحثوں کا انعقاد کیا جائے جو ملاحدہ کی جانب سے پھیلائے جانے والی تشکیک کا مؤثر اور مدلل و مہذب رد کر سکیں۔

(3) الحادی نظریات کے فروغ سے مسلم معاشرے پر مرتب ہونے والے منفی اثرات کی تحقیق کرتے ہوئے ان کو اجاگر کیا جائے تاکہ ان کے ضرر سے بچا جا سکے۔

(4) مذہبی رواداری اور تحمل کی تربیت: نوجوانوں کو بردباری اور تحمل کی تربیت دینا نہایت ضروری ہے تاکہ جب کبھی ان کے سامنے مذہب سے متعلق کسی بھی قسم کے سوالات آئیں تو بردباری اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحقیق و تفتیش کے بعد ہی کسی رائے کے ہمنوا بنیں۔

(5) خاندان کا کردار: انسان کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوا کرتی ہے، وہیں سے اگر تربیت کو درست سمت میں ڈھال لیا جائے اور درست عقائد پر محنت کی جائے تو الحادی تخریب سے بچنے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔

نتیجہ بحث

لفظ "الحاد" کی اصطلاح میں تنوع کے باعث اسے سمجھنے کے لیے سیاق و سباق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ البتہ اہل مغرب کی اصطلاح میں "الحاد" (Atheism) کا معنی محض خدا کا انکار کرنا ہے، جب کہ اہل اسلام کے ادب میں اس معنی کے ساتھ ساتھ دین حنیف و دین حق سے کج روی اختیار کر لینا، دین میں ٹیڑھ پن اختیار کرنا، سیدھے راستے سے ہٹ کر باطل راستوں کو اختیار کرنا بھی الحاد کہلاتا ہے۔ مختلف مفکرین نے الحاد اور ملحدین کی متعدد اقسام گنوائی ہیں جن میں مفہوم تو ایک سا ہے، لیکن ناموں کا بہت فرق ہے، البتہ الحاد کی بنیادی اقسام دو (انکاری الحاد اور اثباتی الحاد) ہیں، جب کہ الحادی تاریخ کے عہد قدیم کا خلاصہ یہ ہے کہ بعثت سیدنا عیسی علیہ السلام سے قبل کے یونانی فلاسفہ میں سے کسی بھی قابل ذکر فلسفی کی جانب سے رب کریم کے وجود کا واضح اور برملا انکار ثابت نہیں، قرون وسطی کے سائنسدانوں اور فلسفیوں کی بیش تر تحقیقات چرچ میں رائج افکار و نظریات سے متصادم ہونے کے سبب ارتدادی اور الحادی سرگرمیاں قرار پائیں، اور یہیں سے سائنس اور مذہب کو باہم متضاد اور متصادم سمجھتے ہوئے جدید الحاد کا آغاز ہوا۔ دور حاضر میں الحاد کے پھیلنے کے بیشتر اسباب ہیں، جن میں سوشل میڈیا کا منفی کردار، نفسانی خواہشات کی پیروی، مادیت پرستی اور فرسودہ نظام تعلیم سر فہرست ہیں۔ البتہ نظام تعلیم و نصاب تعلیم کی اصلاحات، سوشل میڈیا کے غلط استعمال کی روک تھام اور مذہبی رواداری کے ذریعے بڑھتے ہوئے الحادی خطرے کا مقابلہ کرنا آسان ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات

[1] القاموس الوحید، ص1456

[2] القاموس الوحید، ص1456

[3] لسان العرب، جمال الدین محمد بن مکرم (ابن منظور افریقی)، دار صادر، بیروت، ص:388، ج:3

[4] القاموس الوحید، ص1456

[5] تنویر المقباس، سورۃ الاعراف، آیت نمبر180

[6] تفسیر القرآن العظیم، سورۃ الاعراف، آیت نمبر180

[7] تفسیر احسن البیان، سورۃ الحج، آیت نمبر25

[8] تفسیر معارف القرآن، سورۃ الاعراف، آیت نمبر180

[9] الدکتور اسماعیل احمد ادھم، لماذا انا ملحد، مطبوعہ امریکن یونیورسٹی آف بیروت، 1938، ص7

[10] المعجم الفلسفی، مجمع اللغۃ العربیۃ، قاہرہ، مصر، 1403ھ، ص20

[11] Baggini, Julian, Atheism: A Very short introduction, Oxford University Press, 2003, p. 03

[12] Cliteur, Paul, The Definition of Atheism, Journal of Religion and Society, Vol.11 The Kripke Center, University of Leiden, Netherlands, p. 01

[13] فیصل ریاض شاہد۔ تاریخ الحاد مغرب، اشاعت دوم، عکس پبلشرز، 2024، ص61

[14] The Atheist's Creed, Cambridge, The Lutterworth Press, 2010, pp.33-38

[15] https://www.britannica.comtopicnaturalism-philosophy.

[16] فیصل ریاض شاہد، تاریخ الحاد مغرب، عکس پبلشرز، لاہور، 2024ء، ص100

[17] فیصل ریاض شاہد۔ تاریخ الحاد مغرب، 2024، اشاعت دوم، عکس پبلشرز، ص184

[18] انصاری، ڈاکٹر جاوید اکبر، سرمایہ دارانہ نظام ایک تعارف، کتاب محل، 2016ء، ص40

[19] مودودی، مولانا ابو الاعلی، تنقیحات، ص11

[20] القادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اسلام اور جدید سائنس، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، اشاعت اول 2001ء

[21] محمد شارق، الحاد اور جدید ذہن کے سوالات، کتاب محل، لاہور، 2027، ص87

[22] القرآن، الجاثیہ، آیت نمبر33